بسم الله الرحمن الرحيم

حالات کے بگاڑ کا ذمہ دار کون......؟

ہر ذی شعور انسان' علماء کرام کے مقام و مرتبہ سے بخوبی آگاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو عزت انھیں بخشی' وہ کسی اور کے نصیب میں نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث بھی علماء ہیں۔ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دعوت کا آغاز کیا تھا' قیامت تک اس کو جاری رکھنا علماء ہی کی ذمہ داری ہے اور علماء ہر دور میں یہ فریضہ بخیر وخوبی سرانجام دیتے رہے ہیں۔ حق کی بالادستی کے لیے علماء کرام سے بڑھ کر کسی نے قربانی نہیں دی۔ باطل قوتوں نے جب بھی اسلام کے خلاف یلغار کی تو ان کے سامنے ہمیشہ علماء ہی سینہ سپر ہوئے ہیں۔ ہلاکو خاں کی بغداد میں خون ریزی اور مسلمانوں کے خلاف پیش قدمی اور عالم اسلام کی تباہی و بربادی کے راستے میں اگر کوئی دیوار بنا تو وہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔ ہمارے برصغیر میں مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد برطانوی استعمار کو چیلنج کرنے والے علماء کرام ہی تھے۔ جو کالا پانی جلاوطن ہوئے یا پھر عظیم تر مقصد یعنی حریت اور آزادی کے لیے تختہ دار پر جھول گئے۔ تحریک آزادی کے تمام سرخیل بھی علماء کرام تھے۔ آج پاکستان انھی علماء کی قربانیوں کا ثمر ہے۔ جس میں بیٹھ کر بعض ناعاقبت اندیش اور نام نہاد دانشور اور کالم نگار انھیں گالیوں سے نواز رہے ہیں اور علماء ہی کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں۔

علماء کرام کے فرائض میں اولین کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ یہ فریضہ جس نے سرانجام دیا ہے' وہ کبھی بھی لوگوں کی آنکھوں کا تارا نہ بن سکا۔ پاکستان میں اگرچہ ایک جماعت ایسی ہے جو صرف امر بالمعروف ہی کا کام کرتی ہے۔ جس کے سبب وہ لوگ طعن وتشنیع سے محفوظ رہتے ہیں۔ لیکن جو علماء نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں' وہ کبھی بھی لوگوں کی زبان اور قلم سے محفوظ نہیں رہے۔ بالخصوص وہ طبقہ جو دین کو محض ذاتی مسئلہ قرار دیتا ہے اور آزادی اور حریت کا مغربی تصور ذہن میں رکھتا ہے۔ ان کے نزدیک منکر کی نشاندہی بھی گردن زدنی کا باعث ہے۔ چہ جائیکہ کسی کو اس سے روکا جائے۔ حالانکہ بحیثیت مسلمان یہ کام محض علماء کرام ہی کا نہیں ہے بلکہ ہر وہ مسلمان جو کسی بھی شکل میں ذمہ دار ہے اور حقیقت سے آگاہ ہے۔ نیکی اور بدی کو جانتا ہے۔ بھلائی اور برائی میں تمیز کر سکتا ہے' سچ اور جھوٹ کو پہچانتا ہے تو اس پر اس حدیث کے مطابق عمل کرنا لازم ہے۔

((من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان))

اگرچہ اس کے اولین مخاطب بھی صاحب اقتدار ہی ہیں' لیکن اگر وہ خود ہی برائیوں کو آئینی اور قانونی تحفظ فراہم کریں تو یہ فریضہ بالاولی علماء کرام ہی کو سرانجام دینا ہے۔ یہی باعث ہے کہ آج سب سے زیادہ برا بھلا علماء ہی کو کہا جا رہا ہے۔ منکرات کے مرتکب لوگ بخوبی آگاہ ہیں کہ علماء کا طبقہ ہی ان کے راستے میں رکاوٹ ہے اور یہی کباب میں ہڈی ہیں۔ لہٰذا انہی کے خلاف نہایت منظم اور یکطرفہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا گیا ہے۔ ان کے اعمال میں ناکردہ گناہ ڈالے جا رہے ہیں۔ انھیں بدنام کرنے کے لیے لایعنی باتیں منسوب کی جاتی ہیں۔ انھیں ہٹ دھرم' قدامت پسند' ترقی میں رکاوٹ' جاہل اور منافق تک کے خطاب سے نوازا گیا اور گروکے بعض چیلے اس کی ہاں میں ہاں ملا کے اپنا قد بڑا کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔

عالم اسلام کی بالعموم اور پاکستان کی بالخصوص قیادت کبھی بھی علماء کے پاس نہیں رہی۔ آج عالم اسلام سمیت پاکستان کی جو صورت حال ہے' اس کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں' جو ہمیشہ علماء کرام کے خلاف رہے ہیں اور ریاستی جبر کے ذریعے علماء کرام کو پابند سلاسل کرتے رہے ہیں۔ ملکی وسائل اپنی عیاشی کے لیے استعمال کرتے رہے اور عالم اسلام کو دشمنوں کے لیے ترنوالہ بناتے اور مسلمانوں پر ظلم وستم اور قتل و غارت کرنے کے لیے تمام سہولتیں فراہم کرتے رہے اور بلامعاوضہ ان کے ترجمان اور وکیل بنے اور ان کے بدترین گناہ بڑی خوشی سے اپنے سر لیے' عالم اسلام کی جو درگت بنی ہے اس کے ذمہ دار آخر کون ہیں.....؟

لیکن کس قدر دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ سارا ملبہ بیچارے علماء پر ڈالا جا رہا ہے اور یہی پر بس نہیں بلکہ انھیں پکڑ کر مکروہ ترین عمل سے گزارا جاتا ہے اور پوری دنیا کو باور کرایا جا رہا ہے کہ یہی وہ طبقہ ہے جو ان کے راستے میں رکاوٹ ہے۔

حالانکہ حقائق اس کے برعکس ہیں۔ انسانیت کے بدترین دشمن وہ ہیں جو اپنی جھوٹی انا اور اقتدار کی خاطر دنیا کو جنگ کی آگ میں دھکیل چکے ہیں۔ جن کے نامہ اعمال میں

روزانہ سینکڑوں معصوم انسانوں کا قتل اور عفت مآب خواتین کی عصمت دری لکھی جارہی ہے۔ ہزاروں اپاہج اور معذوروں کی بددعائیں ان کے لیے خوف اور ڈراؤنی شکل میں بدل رہی ہیں اور اپنے بدترین انجام کے خوف سے مزید حماقتیں کر رہے ہیں۔ آج دنیا کے امن کو اگر کسی سے خطرہ ہے تو وہ صاحب اقتدار لوگ ہی ہیں جو قوت اور ظلم کے بل بوتے پر ہم پہ مسلط ہیں اور چور دروازے سے اقتدار میں پہنچے ہیں۔

آج جو طبقہ بھی انھیں للکارتا ہے' ان کے جرائم کی نشاندہی کرتا ہے۔ وہ انتہا پسند بھی ہے اور دہشت گرد بھی۔ چونکہ علماء کرام ہی کو یہ توفیق حاصل ہے۔ لہٰذا یہی نشانے پر ہیں۔

ہماری علماء کرام سے گزارش ہے کہ وہ تاریخ کے نازک ترین موڑ پر ثابت قدم رہیں۔ اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق پیدا کریں۔ نہایت تدبر اور حوصلے سے کام لیں اور حق کی خاطر قربانی دیں۔ تاکہ آنے والا کل محفوظ ہو سکے۔ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں' جو ان کی کمزوری اور باطل کی حوصلہ افزائی کا باعث بنے۔ امید ہے ان معروضات پر غور فرمائیں گے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆

ترجمان الحدیث کے قارئین سے چند معروضات

علم ابلاغ میں تحریر نہایت موثر اور مستند ذریعہ ہے۔ تحریری شکل میں موجود کوئی پیغام اور دعوت اپنا اثر ضرور رکھتی ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نامور بادشاہوں کو مکتوب تحریر کروائے اور تحریر ہی کو ذریعہ دعوت بنایا۔

آج بھی تحریر کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ بڑی قوتیں اسے بطور ہتھیار استعمال کر رہی ہیں۔ رائے عامہ کو ہموار کرنے اور اپنی بات کو منوانے کے لیے یہ سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ کسی بھی مضبوط حکومت کا چوتھا ستون یہی پرنٹ میڈیا ہے۔ اس کے ذریعے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ آج پوری دنیا میں لاکھوں جرائد' رسالے' میگزین' ڈائجسٹ' ناول' کہانیاں چھپ رہی ہیں اور کروڑوں انسان اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ایسی تحریریں جن میں سسپنس' تجسس' عشق ومحبت' مار دھاڑ ہو لوگ انھیں پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ ایسے جرائد اور رسائل ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت کم لوگ سوچتے ہیں کہ اس پیسے کے بدلے میں جس سے انھوں نے وہ میگزین خریدا اس سے پڑھنے کو کیا ملا اور حاصل کیا ہوا۔ اس پر مستزاد ایسے اخبار اور جرائد بھی ہیں' جن میں رنگین' بے ہودہ' نیم عریاں تصاویر چھپتی ہیں' اسے زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔

جبکہ اس کے مقابلے میں اسلامی جرائد اور رسالے بھی چھپتے ہیں۔ لیکن اسے خریدنا اور پڑھنا گراں گزرتا ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو اس کے مستقل خریدار ہوں گے اور اس کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہوں گے۔ جس کی وجہ سے ایسے رسائل عمومی طور پر اعزازی ارسال کیے جاتے ہیں۔ ان جرائد کی طباعت' کاغذ وغیرہ پر آنے والے مصارف ادارے اور تنظیمیں خود اٹھاتی ہیں۔ موجودہ مہنگائی کے دور میں معمولی پرچہ پر بھی ہزاروں روپے صرف ہوتے ہیں۔ جبکہ بذریعہ ڈاک ترسیل کے اخراجات الگ ہیں۔

قائد اہل حدیث علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے انتالیس (۳۹) سال قبل ''مجلہ ترجمان الحدیث'' کا اجراء کیا تھا۔ جسے وہ باقاعدگی سے شائع کرتے رہے۔ جماعتی اتحاد کے بعد میاں فضل حق رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر جناب پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے جامعہ سلفیہ کے سپرد کر دیا۔ جو عرصہ سولہ سال سے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ اس میں خدمت سرانجام دینے والے تمام افراد کوئی معاوضہ وصول نہیں کرتے ہیں۔ اس کام کو سعادت دارین سمجھ کر کرتے ہیں۔ جبکہ اس کتابت' کاغذ اور طباعت پر ماہانہ مصارف ہزاروں میں ہیں۔ خریداروں کی تعداد نہایت معمولی ہے جبکہ یہ مجلہ تبادلے کے طور پر بھی ارسال کیا جاتا ہے۔ گذشتہ سال جامعہ کا میزانیہ زلزلے کی وجہ سے کافی متاثر ہوا۔ اس کی زد میں یہ مجلہ بھی آ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ماہ اکتوبر اور نومبر ۲۰۰۶ کا مجلہ منصۂ شہود پر نہ آ سکا۔ ہمیں احساس ہے کہ ہمارے معزز قارئین کو مجلہ بروقت نہ ملنے کی وجہ سے پریشانی ہوئی۔ جس کا اظہار اکثر قارئین نے بذریعہ ڈاک اور بار بار فون کر کے کیا ہے۔ جس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔

اس کے ساتھ چند معروضات بھی پیش خدمت ہیں۔

۱۔ مجلہ ترجمان الحدیث خالص علمی' تعلیمی' اصلاحی اور دعوتی نقطہ نظر سے شائع کیا جاتا ہے۔ جس کا کسی سیاسی جماعت یا تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۔ علمی مباحث جو کتاب وسنت پر مبنی ہوں' انھیں عوام تک پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تعصب اور فرقہ واریت سے حتی الامکان اجتناب کیا جاتا ہے۔

۳۔ حالات حاضرہ اور پیش آمدہ مسائل پر راہنمائی اور کتاب وسنت پر مبنی صحیح موقف بیان کیا جاتا ہے تاکہ علماء' طلباء اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

۴۔ مجلہ ترجمان الحدیث تعلیمی اداروں' پبلک لائبریریوں' دار المطالعہ اور علماء اور اہل علم کو مفت فراہم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح علمی اور دینی جرائد کے تبادلے میں ارسال کیا جاتا ہے۔

۵۔ جامعہ سلفیہ کی تعلیمی' دعوتی سرگرمیوں سے عوام کو مطلع کیا جاتا ہے اور مختصر اور مفصل رپورٹیں شائع کی جاتی ہیں۔

ان تمام امور کو پیش نظر رکھ کر ہم گزارش کریں گے کہ تمام قارئین اس مجلے کی اشاعت کو یقینی بنانے کے لیے ہر ممکن تعاون کریں۔ کیونکہ یہ دین کی دعوت کا بہترین ذریعہ ہے۔ فرقہ واریت سے پاک معاشرے کی تشکیل میں مجلہ کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ جس میں آپ بھی اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔

کتاب وسنت کی تعلیمات کو فروغ دینے میں آپ بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ معزز قارئین اس درخواست پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆